خلافت لائبریری ربوہ

جمعرات 8- جون 2000ء

(احم)دی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

CPL 61

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

PH: 0092 4524 213029

جمعرات 8- جون 2000ء - 4 ربیع الاول 1421 ہجری - 8 احسان 1379 ہش جلد 50-85 نمبر 128

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شرور نفس سے بچنے کی دعا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شکل بن حمیدؓ کو برائیوں سے بچنے کیلئے یہ دعا سکھائی

اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اپنی سماعت کے شر سے اور اپنی بصارت کے شر سے اور اپنی زبان اور دل کے شر سے۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب عقد التسبیح نمبر 2414)

❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

مذہب سے غرض کیا ہے! بس یہی کہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات کاملہ پر یقینی طور پر ایمان حاصل ہو کر نفسانی جذبات سے انسان نجات پا جاوے اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا ہو۔ کیونکہ درحقیقت وہی بہشت ہے جو عالم آخرت میں طرح طرح کے پیرایوں میں ظاہر ہوگا۔ اور حقیقی خدا سے بے خبر رہنا اور اس سے دور رہنا اور سچی محبت اس سے نہ رکھنا درحقیقت یہی جہنم ہے جو عالم آخرت میں انواع واقسام کے رنگوں میں ظاہر ہوگا۔

(چشمۂ مسیحی۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 352)

قرآن شریف نے بہشت اور دوزخ کی جو حقیقت بیان کی ہے کسی دوسری کتاب نے بیان نہیں کی۔ اس نے صاف طور پر ظاہر کر دیا کہ اس دنیا سے یہ سلسلہ جاری ہوتا ہے چنانچہ فرمایا (-) جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے واسطے دو بہشت ہیں۔ یعنی ایک بہشت تو اسی دنیا میں مل جاتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا خوف اس کو برائیوں سے روکتا ہے۔ اور بدیوں کی طرف دوڑنا دل میں ایک اضطراب اور قلق پیدا کرتا ہے جو بجائے خود ایک خطرناک جہنم ہے لیکن جو شخص خدا کا خوف کھاتا ہے تو وہ بدیوں سے پرہیز کر کے اس عذاب اور درد سے تو دم نقد بچ جاتا ہے اور جو شہوات اور جذبات نفسانی کی غلامی اور اسیری سے پیدا ہوتا ہے اور وہ وفاداری اور خدا کی طرف جھکنے میں ترقی کرتا ہے جس سے ایک لذت اور سرور اسے دیا جاتا ہے اور یوں بہشتی زندگی اسی دنیا سے اس کے لئے شروع ہو جاتی ہے۔

(ملفوظات جلد دوم ص 113)

اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا کے ایمانی کلمات کو بہشت کے ساتھ مشابہت دی ہے ایسا ہی اسی دنیا کے بے ایمانی کے کلمات کو زقّوم کے ساتھ مشابہت دی اور اس کو دوزخ کا درخت ٹھہرایا اور ظاہر فرما دیا کہ بہشت اور دوزخ کی جڑ اسی دنیا سے شروع ہوتی ہے جیسا کہ دوزخ کے باب میں ایک اور جگہ فرماتا ہے (-) دوزخ وہ آگ ہے جو خدا کا غضب اس کا منبع ہے اور گناہ سے بھڑکتی ہے اور پہلے دل پر غالب ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس آگ کی اصل جڑ وہ غم اور حسرتیں اور درد ہیں جو دل کو پکڑتے ہیں کیونکہ تمام روحانی عذاب پہلے دل سے ہی شروع ہوتے ہیں اور پھر تمام بدن پر محیط ہو جاتے ہیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 ص 393)

ضروری ہے کہ اس قسم کی فطرت حاصل کی جاوے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت کسی جزا اور سزا کے خوف اور امید کی بنا پر نہ ہو بلکہ فطرت کا طبعی خاصہ اور جزو ہو کر ہو۔ پھر وہ محبت بجائے خود اس کے لئے ایک بہشت پیدا کر دیتی ہے اور حقیقی بہشت یہی ہے۔ کوئی آدمی اس بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس راہ کو اختیار نہیں کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد دوم ص 134)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

شعبہ امور طلباء

○ 1- مورخہ 12- جون بروز سوموار خدام الاحمدیہ مقامی کے ہال میں شام ساڑھے پانچ بجے انٹرمیڈیٹ (بارہویں کلاس) کا امتحان دے کر فارغ ہونے والے طلباء کے لئے مستقبل کے لئے منصوبہ بندی کے بارے میں ایک سیمینار منعقد ہو رہا ہے۔ ربوہ کے بارہویں جماعت کا امتحان دینے والے تمام طلباء سے شرکت کی درخواست ہے۔ انشاء اللہ سینیئر طلباء ماہرین طلباء کے سوالات کے جواب بھی دیں گے۔ اور مشورے بھی دیں گے۔

2- میٹرک کا امتحان دے کر فارغ ہونے والے طلباء کے لئے Pre-College (گیارہویں جماعت) کے لئے Coaching Class جاری ہے۔ زیادہ سے زیادہ طلباء شرکت کر کے فائدہ اٹھائیں۔

اوقات: صبح 6 بجے تا 9 بجے بمقام نصرت جہاں اکیڈمی۔ ربوہ

3- مورخہ 15- جون سے جماعت نہم اور دہم کے طلباء کے لئے کوچنگ کلاس شروع ہو رہی ہے۔ رجسٹریشن فارم مورخہ 7- جون 2000ء دفتر مقامی سے حاصل کریں۔

ناظم امور طلباء

خدام الاحمدیہ مقامی۔ ربوہ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

عطیہ برائے گندم

○ ہر سال مستحقین میں گندم بطور امداد تقسیم کی جاتی ہے اس کار خیر میں ہر سال بڑی تعداد میں مخلصین جماعت حصہ لیتے ہیں۔ لہٰذا ہمدرد مخلصین جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور برکتوں سے نوازا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کار خیر میں فراخ دلی سے حصہ لیں۔

جملہ نقد عطیہ جات بمد گندم کھاتہ نمبر 129-3/4550 معرفت افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرمائیں۔

(صدر کمیٹی امداد مستحقین دفتر جلسہ سالانہ۔ ربوہ)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرخ سلمانی

دلبر مرا یہی ہے

نمبر 59

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلکش پہلو

قدموں کا ثواب

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ بنو سلمہ نے طے کیا کہ وہ مسجد نبوی کے قرب وجوار میں رہائش اختیار کریں گے۔ جب یہ بات آنحضرت ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے ان کو فرمایا مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ تم میری مسجد کے قرب میں آکر بسنا چاہتے ہو۔ انہوں نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ! ہم ایسا ارادہ کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے بنو سلمہ! تم اپنے انہی گھروں میں رہو تمہیں ان قدموں کا بھی ثواب ملے گا جو مسجد کی طرف آتے ہوئے تمہارے اٹھتے ہیں۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل کثرۃ الخطا)

کھانے میں وسعت

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احزاب میں ہم خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت سی چٹان سامنے آگئی۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ایک بڑی سخت چٹان آگئی ہے۔ جو ٹوٹتی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں ابھی آ رہا ہوں پھر آپؐ اٹھے آپؐ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ تین دن سے آپؐ نے اور ہم نے کچھ نہ کھایا تھا۔ آپؐ نے کدال لی اور پتھر پر ماری وہ سخت پتھر ریت کے ٹیلے کی مانند ریزہ ریزہ ہو گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے گھر جا کر کچھ کھانے کا بندوبست کروں۔ چنانچہ آپؐ نے اجازت دے دی۔ میں نے گھر آکر بیوی سے کہا میں نے آنحضرت ﷺ کی ایسی حالت دیکھی ہے کہ اس پر میں صبر نہیں کر سکا۔ کیا کچھ کھانے کو ہے؟ میری بیوی نے جواب دیا کچھ جَو ہیں اور یہ میمنہ ہے چنانچہ میں نے اسے ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیسے' آٹا گوندھا اور ہانڈی چولہے پر چڑھا دی۔ جب آٹا روٹی پکانے کے قابل ہو گیا اور ہانڈی چولہے پر پکنے کے قریب ہو گئی تو میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپؐ ایک دو آدمی ساتھ لے کر تشریف لے آئیں' کچھ کھانا تیار کیا ہے۔ آپؐ نے پوچھا کتنا کھانا ہے؟ میں نے آپؐ کو تفصیل بتائی۔ آپؐ نے فرمایا بہت ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اپنی بیوی کو جا کر کہو کہ وہ نہ چولہے سے ہنڈیا اتارے اور نہ تنور سے روٹی نکالے۔ پھر آپؐ نے مہاجرین اور انصار کو کہا چلو' جا کر کھانا کھا آئیں۔ جب مجھے اس کا علم ہوا بہت گھبرایا اور اپنی بیوی سے کہا خدا تیرا بھلا کرے! آنحضرت ﷺ کے ساتھ تو مہاجر اور انصار سب آگئے ہیں' اب کیا بنے گا۔ میری بیوی نے پوچھا کیا حضورؐ نے تجھ سے کھانے کی تفصیل پوچھی تھی؟ میں نے کہا۔ ہاں' سب کچھ بتا دیا تھا۔ اس نے کہا پھر گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ بہرحال حضورؐ نے لوگوں کو کہا اندر آجاؤ لیکن رش نہ کرنا۔ پھر آپؐ نے کچھ روٹی توڑی اور اس پر سالن ڈالا اور ہنڈیا اور تنور کو بھی ڈھانپ دیا۔ آپؐ اس سے کچھ کھانا لیتے اور اپنے ساتھیوں کے سامنے رکھتے اس طرح آپؐ روٹی توڑ توڑ کر اس پر سالن ڈالتے گئے اور لوگوں کو کھلاتے گئے یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اور ابھی کافی کھانا بچا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تم خود بھی کھاؤ اور بطور تحفہ دوسروں کو بھی بھیجو کیونکہ بھوک نے لوگوں کو ستا رکھا ہے۔ جابرؓ کا بیان ہے کہ ہزار کے قریب لوگ تھے جنہوں نے کھانا کھایا۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق)

تھیلے بھر گئے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر راشن کم ہو گیا تھا۔ لوگ بھوک سے نڈھال ہونے لگے۔ حضور سے لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اگر آپ اجازت دیں تو ہم اونٹوں کو ذبح کر لیں تاکہ ان کا گوشت کھا کر گزارہ کریں اور ان کی چربی کو استعمال میں لائیں۔ حضور نے اس کی اجازت مرحمت فرما دی۔ اس پر حضرت عمرؓ حضور کے پاس گئے اور عرض کیا اس طرح سے تو سواریاں کم ہو جائیں گی اور بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس کی بجائے اگر آپؐ ارشاد فرمائیں کہ لوگوں کی خوراک کا جو بچا کھچا ذخیرہ ہے وہ ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ پھر آپؐ برکت کے لئے دعا کریں بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ٹھیک ہے چنانچہ آپؐ نے چمڑے کا ایک بڑا دسترخوان منگوایا اور اسے بچھا کر فرمایا جس کے پاس جو کچھ بچا ہوا خوراک کا ذخیرہ ہو وہ لا کر اس دسترخوان پر ڈال دے۔ چنانچہ کوئی مٹھی بھر مکئی لے آیا کوئی تھوڑی سی کھجوریں اور کوئی روٹی یا گوشت کا ٹکڑا۔ اس طرح اس دسترخوان پر کچھ خوراک جس کی مقدار بہت تھوڑی سی تھی جمع ہو گئی۔ پھر حضورؐ نے برکت کے لئے دعا کی اور فرمایا اپنے اپنے تھیلوں میں یہ خوراک بھر لو۔ چنانچہ ہر ایک اپنا تھیلہ بھرنے لگا اور لشکر میں جتنے خوراک کے تھیلے تھے وہ سب بھر لئے گئے خوب سیر ہو کر انہوں نے کھایا بھی اور بہت سی خوراک بچ بھی رہی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ جو شخص ان دونوں باتوں پر ایمان رکھتے ہوئے اور یقین کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سامنے جائے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنی جنت سے محروم نہیں کرے گا۔

(مسلم کتاب الایمان باب من لقی اللہ)

جماعت احمدیہ کی ویب سائٹ WEB SITE

احباب جماعت کی آگاہی کیلئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے انٹرنیٹ پر جو ویب سائٹ شروع کی گئی ہے اس کے لئے اگر کوئی احمدی میٹریل (material) بھیجنا چاہیں تو وہ اپنے امیر صاحب کی وساطت سے درج ذیل پتے پر لندن بھجوا دیں۔

Rafiq Hayat
MTA WEB SITE
16 Gressen Hall Rd. London SW18 5QL **U.K.**
FAX: + 44 181 870 0684

غزل

اسے یہ ڈر ہے زمین پر آسماں گرے گا
بدل کے رکھ دے گا شکل و صورت جہاں گرے گا

تم اپنی بانہوں میں اس کو بڑھ کر سنبھال لینا
ہوا کے رخ پر جہاز کا بادباں گرے گا

نجات مل جائے گی سفر کی صعوبتوں سے
سمندروں میں سراب عمر رواں گرے گا

کبھی تو دیکھے گا اپنی صورت کو آئینے میں
کبھی تو اپنی نظر میں وہ بدگماں گرے گا

خدا کرے آسماں کا خیمہ رہے سلامت
مکین بھی اب تو کہہ رہے ہیں مکاں گرے گا

بس ایک ہلکا سا لمس درکار ہے نظر کا
منافرت کا مجسّمہ ناگہاں گرے گا

ہوس کی اس آگ کو جلاتے رہو عزیزو
تمہارے اوپر ہی پھڑپھڑا کر دھواں گرے گا

پکڑنے والے بھی منتظر ہیں چھتوں پہ مضطرؔ
کہ یہ پرندہ گرا تو اب نیم جاں گرے گا

چوہدری محمد علی

پبلشر آغا سیف اللہ - پرنٹر قاضی منیر احمد - مطبع ضیاء الاسلام پریس - مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ رفقاء مسیح موعود

مکرم سہیل احمد ثاقب صاحب

نیک' سادہ' منکسر المزاج
حضرت مولانا شیر علی صاحب
رفیق حضرت مسیح موعود

پیدائش اور قوم

حضرت مولانا شیر علی صاحب پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں "ادرحمہ" میں 24۔نومبر1875ء میں پیدا ہوئے اور بچپن کے پرسکون ایام اسی گاؤں کی آزاد فضاؤں میں بسر کئے یہ گاؤں تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں ہے۔ آپ "رانجھا" قوم سے تعلق رکھتے تھے۔

حلیہ مبارک

آپ کا قد چھ فٹ دو انچ' رنگ گندمی' آنکھیں سیاہ' چمکدار اور بڑی بڑی تھیں' چہرہ خوبصورت اور نور فراست کا آئینہ دار تھا آواز دھیمی اور چال پروقار تھی۔ آپ سادہ قمیص اور شلوار پر ڈھیلا ڈھالا کوٹ پہنتے تھے۔ سر پر سفید عمامہ اور پاؤں میں سادہ جوتا ہوتا۔

ابتدائی تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب مکرم نظام الدین صاحب سے حاصل کی اس کے بعد اپنے بڑے بھائی حافظ عبدالعلی صاحب کے ساتھ بھیرہ ہائی سکول میں داخل ہوئے جو ادرحمہ سے 30 میل کے فاصلہ پر ہے۔ آپ نے 1895ء میں انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور بی۔اے کی تعلیم لاہور میں حاصل کی۔

بیعت

جب آپ تعلیم سے فارغ ہوئے۔اس وقت پورے پنجاب میں احمدیت کا چرچا تھا آپ نیک فطرت ہونے کی وجہ سے دل میں خواہش رکھتے تھے کہ قادیان جاکر حضور اقدس کی زیارت کریں چنانچہ آپ نے 1897ء میں حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف بیعت حاصل کیا اور حضور کی پرتاثیر صحبت اور مشفقانہ برتاؤ کی وجہ سے آپ کو حضور سے بے حد محبت ہوگئی۔

خدمت سلسلہ

بیعت کے بعد پوری عمر سلسلہ کی خدمت میں گزری۔ مئی 1899ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ 1909ء میں مولوی محمد علی صاحب کی جگہ "ریویو آف ریلیجنز" کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ تحریر کا ملکہ غیر معمولی طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ آپ نے انگریزی اور اردو میں جو مضامین لکھے ان کی ایک لمبی فہرست ہے۔ 1919ء میں ناظر اعلیٰ اور تالیف واشاعت کے ناظر مقرر ہوئے۔ حضرت مصلح موعود نے اپنے سفر یورپ پر روانگی سے قبل حضرت مولانا شیر علی صاحب کو امیر مقامی قادیان وہند مقرر فرمایا۔

عظیم الشان کام

1936ء میں لندن کے لئے روانہ ہوئے اور وہاں تین سال قیام پذیر رہے۔ اس قیام کے دوران میں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ و تفسیر کا عظیم الشان کام سرانجام دیا۔ خدمت دین کا یہ ایسا کارنامہ ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گا۔

غیروں میں آپ کا مقام

اپنے ہی نہیں غیر بھی آپ کا احترام کرنا اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے۔ جب آپ نماز کے بعد سیر کو نکلتے تو بعض اوقات اردگرد گاؤں کے سکھ سردار صاحبان آپ کو اپنے گھروں میں لے جاکر عزت و تکریم کرنا اپنے لئے باعث خیر و برکت سمجھتے تھے اور اپنے مکانوں اور کنوؤں وغیرہ کا سنگ بنیاد آپ سے رکھواتے اور تحائف پیش کرتے۔

وفات

قرآن کریم کا عاشق اور حضرت مسیح موعود پر ہزار جان نچھاور کرنے والا یہ وجود اپنے پاک ہونٹوں سے کلمہ طیبہ کے مبارک الفاظ کہتا ہوا 13۔نومبر1947ء بروز جمعرات میو ہسپتال لاہور میں بعمر 72 سال اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملا۔

امام وقت کی اطاعت

جب حضرت مولوی شیر علی صاحب 26 فروری 1936ء کو قادیان سے ترجمہ قرآن مجید اور انگریزی زبان کی تکمیل کے لئے انگلستان روانہ ہوئے تو رستے میں بمبئی میں آپ کا مختصر قیام ہوا۔ مقامی جماعت کی درخواست پر آپ نے نماز جمعہ پڑھائی اور دوران خطبہ فرمایا۔

آپ سب جانتے ہیں کہ میں اس جگہ کی مقامی جماعت سے تعلق نہیں رکھتا میرا آپ لوگوں میں سے کسی کے ساتھ کوئی تعلق یا شناسائی نہیں حتیٰ کہ میں آپ لوگوں سے ذاتی طور پر متعارف بھی نہیں لیکن بایں ہمہ آپ نے نماز جمعہ کے لئے اپنا امام بنانا پسند کیا ہے میری یہ درخواست ہرگزنہ تھی آپ لوگوں نے ازخود میرا انتظام کیا ہے اس لئے آپ پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اس نماز میں درد دل کے ساتھ پورے طور پر میری پیروی کریں آپ سب کو لازمی طور پر میری اقتدا کرنی ہوگی کسی کو چون وچرا کی مجال نہ ہوگی میری کسی غلطی پر آپ زیادہ سے زیادہ سبحان اللہ کہہ سکتے ہیں لیکن اگر میں نماز میں کوئی غلطی کرجاؤں تو آپ لوگوں کو بھی لازمی طور پر میری اقتدا میں وہ غلطی کرنا ہوگی کسی کو نکتہ چینی کرنے کا حق نہ ہوگا۔

اس بات کے بیان کرنے سے میری غرض آپ کو یہ نصیحت کرنا ہے کہ ہمارے مذہب (۔) میں جب ایک معمولی آدمی جس کو صرف وقتی طور پر امام بنایا جائے اس کی اطاعت کا یہ تقاضا ہے تو اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام وقت حضرت خلیفۃ المسیح جن کے ہاتھ پر ہم سب نے بیعت کی ہوئی ہے ان کی بہ دل و جان اطاعت اور فرمانبرداری کرنا کس قدر ضروری اور اس سے روگردانی کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔

(الفضل 23۔اگست 1973ء)

عشق مسیح موعود

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری بیان کرتے ہیں:۔

ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود باغ میں کسی تقریب پر تشریف لے گئے غالباً جمعہ کا یا عید کا موقعہ تھا۔ حضور کی گرگابی باہر پڑی تھی تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت مولوی شیر علی صاحب تشریف لائے۔ آپ عموماً اخیر میں آکر جوتوں کے پاس ہی بیٹھ جایا کرتے تھے چنانچہ آپ وہیں بیٹھ گئے جہاں آپ کی گرگابی پڑی ہوئی تھی جلدی سے آپ نے اپنا عمامہ اتارا جو دودھ کی طرح سفید تھا اور نہایت محبت سے اس کے پلو سے حضور کے جوتوں کی گرد صاف کرنے لگے۔ صاف کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ آپ انتہائی ذوق وشوق اور محبت کے بھرپور جذبہ سے اس کام کو انجام دے رہے تھے۔

عشق حضرت اقدس کا
ایک اور واقعہ

ماسٹر صوفی نذیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جمعرات کے دن میں نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو دیکھا کہ آپ بیت اقصیٰ کے پرانے حصہ کے ایک ستون سے بازو کا سہارا لئے کافی دیر تک اشکبار رہے یوں معلوم ہوتا تھا کہ کسی گہرے درد سے آنسو خود بخود بے اختیاری کے عالم میں گرتے جارہے ہیں۔ دوسرے روز جمعہ کے دن حضرت مولوی صاحب نے خود ہی اپنے اس طرح رونے کی وجہ بیان کی کہ ایک دفعہ میں نے حضرت اقدس مسیح موعود کو اسی ستون کے ساتھ ٹیک لگائے دیکھا تھا۔ مجھے اس زمانے کی یاد نے تڑپایا اور ضبط نہ کرسکا اس لئے آبدیدہ ہوگیا۔

قبولیت دعا

حضرت ابوالمنیر نورالحق صاحب بیان کرتے ہیں:۔

دسمبر1929ء میں ہمارے والد صاحب اپنے آبائی وطن کو خیرباد کہہ کر اہل وعیال سمیت قادیان تشریف لے آئے لیکن ہمارے دادا صاحب تیار نہ ہوئے اور وطن ہی رہ گئے اس وقت ان کی عمر پچاسی برس کے قریب تھی لیکن ہم سب کی یہ دلی خواہش تھی کہ وہ کسی طرح قادیان آجائیں اور وصیت کرنے کے بعد انہیں بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی سعادت ملے۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب میرے دادا صاحب کے خوب واقف تھے ایک دن والد صاحب نے اپنے ہجرت کرکے قادیان آنے اور حضرت دادا صاحب کے وطن میں رہ جانے کے واقعہ کا ذکر کرکے دعا کی درخواست کی۔

اس کے بعد خاکسار جب بھی حضرت مولوی صاحب سے ملاقات کرتا تو آپ دادا صاحب کی ہجرت کی نسبت ضرور دریافت فرماتے جب میں نفی میں جواب دیتا تو آپ فرماتے "میں دعا کررہا ہوں انشاء اللہ وہ قادیان آئیں گے اور وصیت بھی ان کو نصیب ہوجائے گی۔"

چنانچہ حضرت مولوی صاحب کی دعاؤں کی برکت سے آخر اللہ تعالیٰ نے چار پانچ سال کے بعد ہمارے دادا صاحب کو انشراح صدر بخشا اور آپ قادیان تشریف لے آئے بالآخر آپ کو وصیت کی توفیق بھی ملی اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

آپ کا منفرد مقام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت مولانا شیر علی صاحب کو منصب امارت پر فائز کرتے ہوئے فرمایا:۔

مولوی شیر علی صاحب نہایت مخلص لوگوں میں سے ہیں اور حیاء والے آدمی ہیں انتظام کے لئے سختی کی بھی ضرورت ہوتی ہے مگر میں دیکھتا ہوں وہ ان میں نہیں باوجود اس کے میں سمجھتا ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلیفہ کی عدم موجودگی میں ایسے ہی آدمی کی ضرورت ہے کہ جو لوگوں کے دلوں کو رکھ سکے۔ خلیفہ بطور باپ کے ہوتا ہے اور اگر ایک باپ مر جاتا ہے جو خدا تعالیٰ روحانی بچوں کو دوسرا باپ دے دیتا ہے لیکن جب باپ ہو اور موجود نہ ہو تو دل بہت نازک ہوتے ہیں اس لئے نرم آدمی کی ہی ضرورت ہے۔

(الفضل 22 جولائی 1924ء)

نماز باجماعت

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بیان کرتے ہیں۔

حضرت مولوی صاحب کو باجماعت نماز کی ادائیگی سے بے حد شغف تھا۔ کام کاج وغیرہ میں مشغولیت کی وجہ سے اگر کبھی نماز باجماعت سے رہ جائے تو بیت مبارک قادیان کے چوک میں آپ کھڑے ہو جاتے اور اس بات کا انتظار کرتے کہ کوئی اور دوست مل جائے جو نماز میں شریک نہیں ہو سکا تو اس کے ساتھ نماز ادا کی جائے۔ اس حالت میں مجھے بھی بارہا موقعہ ملا۔ جب میں آپ کو کھڑا پاتا تو آپ کی اس عادت سے میں سمجھ لیتا کہ آپ کس بات کے انتظار میں ہیں آپ مسکراتے اور مجھ سے فرماتے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے نماز پڑھنی ہے آؤ چلیں اور بیت اقصیٰ میں نماز ادا کریں۔

جذبۂ خدمت

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب آپ کے جذبۂ خدمت کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

ایک مرتبہ مجھے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی کوٹھی واقع لاہور میں رات بسر کرنے کا موقعہ ملا۔ سحری کے وقت جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ مولوی صاحب موصوف پانی کا لوٹا لئے میرے سرہانے کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ نے یہ تکلیف کیوں اٹھائی تو مولوی صاحب نہایت سادگی سے فرمانے لگے کہ میں نے خیال کیا کہ آپ کو وضو کرنا ہوگا میں ہی آپ کو پانی لا دوں۔ چنانچہ جب میں حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر آیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب میرے لئے پانی کا دوسرا لوٹا لئے میرے انتظار میں کھڑے ہیں۔

اتباع سنت

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب آپ کی اتباع سنت کی صفت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

جن دنوں حضرت مولوی شیر علی صاحب میو ہسپتال میں شدید بیمار تھے ایک دفعہ مجھے آپ کو کپڑے ' پہنانے کا شرف حاصل ہوا۔ قمیص پہناتے وقت میں نے غلطی سے بائیں بازو کو دایاں بازو سمجھتے ہوئے آپ کو پہنانا چاہا جس پر حضرت مولوی صاحب نے فوراً مجھے فرمایا ڈاکٹر صاحب آپ تو صاحب علم ہیں۔ میں پہلے دایاں بازو پہنا کرتا ہوں۔

مکرم منیر الدین احمد صاحب

تحریکِ جدید

1934ء میں قیام پاکستان سے پہلے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک منظم تحریک جاری کی گئی۔ مخالفین نے اعلان کیا کہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی اور جماعت احمدیہ کا وجود صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ روئے زمین پر کوئی احمدی زیارت کے لئے بھی نہ ملے گا۔

اس مخالفت کے پیش نظر جماعت کی حفاظت اور ترقی کے لئے خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اللہ تعالیٰ کے ایماء پر جماعت کے سامنے ایک پروگرام رکھا۔ جسے تحریک جدید کا نام دیا گیا۔ احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔

"آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ہمارے لئے یہ وقت بہت نازک ہے۔ ہر طرف سے مخالفت ہو رہی ہے اور اس کا مقابلہ کرتے ہوئے سلسلہ کی عزت اور وقار کو قائم رکھنا آپ لوگوں کا فرض ہے......اب آپ لوگوں کا کام ہے کہ (-) جو قربانیاں بھی کرنی پڑیں (وہ کریں) اس کے لئے میں آپ لوگوں سے ایسی بھی قربانیوں کا مطالبہ کروں گا۔ جن کا پہلے مطالبہ نہیں کیا گیا اور ممکن ہے۔ پہلے وہ معمولی نظر آئیں مگر بعد میں بڑھتی جائیں۔ اس لئے ہر گوشے کے احمدی اس کے لئے تیار رہیں اور جب آواز آئے تو فوراً لبیک کہیں۔ ممکن ہے میری دعوت پہلے اختیاری ہو جو چاہے شامل ہو۔ امید ہے۔ کہ جس قدر میرا مطالبہ ہوگا اس سے کم طاقت خرچ نہ ہوگی اور جماعت کا ہر شخص قربانی کے لئے تیار رہے گا۔

(خطبہ جمعہ 16۔ نومبر 34ء مطالبات ص 9)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریک جدید کے تعارف کے ضمن میں رقم فرما ہیں۔

"1934ء کا سال تھا (-) دیکھنے والوں کو یوں نظر آتا تھا گویا احمدیت ایک بہت چھوٹی۔ کمزور سی کشتی ہے جو چاروں طرف سے ہیبت ناک طوفان میں گھری ہوئی ہے اور اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت کا ہاتھ جماعت کے سر پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود کے دل میں ایک نیا نظام بھی القاء کیا جو جماعت کی حفاظت اور استحکام اور توسیع کے لئے بابرکت ثابت ہوا۔ یہ نظام "تحریک جدید" کے نام سے موسوم ہے۔"

(انیس سالہ کتاب ص 2)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس تحریک کے ماتحت انیس مطالبات جماعت کے سامنے رکھے۔ بعد ازاں وقت کی ضرورت کے پیش نظر مزید آٹھ مطالبات پیش فرمائے۔ اس طرح مطالبات کی تعداد ستائیس ہو گئی۔ جن کو خلاصۃً حضور نے اس طرح بیان فرمایا

"تمام لوگوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں روپے کی ضرورت ہے۔ ہمیں عزم و استقلال کی ضرورت ہے۔ ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلادیں۔ اور انہی چیزوں کے مجموعہ کا نام تحریک جدید ہے۔

(مطالبات ص 2)

مطالبات تحریک جدید میں سے ایک مطالبہ وقف زندگی کا تھا۔ کہ نوجوان اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ ایسے نوجوان تعلیم و تربیت کے بعد دعوت الی اللہ کے لئے بیرون ملک بھجوائے جائیں گے۔ ان کے اخراجات پورے کرنے کے لئے حضور نے جماعت کے سامنے مالی تحریک پیش کی اور مبلغ ساڑھے ستائیس ہزار روپے کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ حضور نے اس ضمن میں فرمایا۔

"تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے (-) تاکہ کچھ افراد ایسے میسر آجائیں۔ جو اپنے آپ کو خدا کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کریں اور اپنی عمریں اسی کام میں لگا دیں"

سو متعدد نوجوانوں نے اس مطالبہ پر اپنی زندگیاں وقف کیں اور یہ سلسلہ جماعت میں جاری ہے۔ یہ واقفین دنیا کے مختلف علاقوں میں دعوت الی اللہ کا کام کر رہے ہیں۔ حضور کے مالی مطالبہ ساڑھے ستائیس ہزار پر جماعت نے اس سے کہیں زیادہ رقم حضور کی خدمت میں پیش کر دی اور یہ مالی قربانی کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور لاکھوں تک پہنچ چکا ہے۔

اس وقت عیسائیت کا زور تھا اور دنیا کے مختلف علاقوں خصوصاً افریقہ میں لوگ دھڑا دھڑ عیسائیت میں داخل ہو رہے تھے۔ اور عیسائی پادری یہ دعوے کر رہے تھے کہ عنقریب ساری دنیا میں عیسائیت کا بول بالا ہوگا۔ چنانچہ امریکہ کے ڈاکٹر جان ہنری بیروز نے اعلان کیا۔ کہ

"آسمانی بادشاہت پورے کرۂ ارض پر محیط ہوتی جا رہی ہے۔ آج دنیا بھر میں اخلاقی اور فوجی طاقت۔ علم و فضل۔ صنعت و حرفت اور تمام تر تجارت ان اقوام کے ہاتھ میں ہے۔ جو آسمانی ابوت اور انسانی اخوت کی مسیحی تعلیم پر ایمان رکھتے ہیں اور یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ تسلیم کرتی ہیں۔

(بیروز لیکچرز ص 19)

مگر جب تحریک جدید کے داعیان میدان میں نکلے تو انہوں نے عیسائیت کی ترقی کو روک دیا اور ایک بند باندھ دیا۔ عیسائی خود معترف ہیں۔ کہ عیسائیت اب ہر جگہ ناکام ہو رہی ہے۔ چنانچہ اخبار ٹانگانیکا سٹینڈرڈ مورخہ 23۔ دسمبر 61ء میں آرچ بشپ آف ایسٹ افریقہ لکھتے ہیں:۔

"دنیا کی آبادی تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہے۔ اگرچہ چرچ کو نئے ممبر اب بھی مل رہے ہیں تاہم دنیا کی آبادی میں ان کا تناسب برابر گر رہا ہے۔ چرچ کے لئے اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے۔ کہ عیسائیت بڑی تیزی کے ساتھ تنزل کی طرف جا رہی ہے۔"

ایک عیسائی مصنف ایس جی ولیم سن پروفیسر غانا یونیورسٹی کالج اپنی کتاب "کرائسٹ آر محمدؐ" میں لکھتے ہیں۔ غانا کے شمالی حصہ میں رومن کیتھولک کے سوا عیسائیت کے تمام اہم فرقوں نے محمدؐ کے پیروؤں کے لئے میدان خالی کر دیا ہے...... جنوب کے بعض حصوں میں خصوصاً ساحل کے ساتھ ساتھ احمدیہ جماعت کو عظیم الشان فتوحات حاصل ہو رہی ہیں۔ یہ خوش کن توقع کہ گولڈ کوسٹ (غانا) جلد ہی عیسائی بن جائے گا اب معرض خطر میں ہے اور یہ خطرہ ہمارے خیال میں موجود وسعتوں سے کہیں زیادہ عظیم ہے۔ کیونکہ تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ کی ایک خاصی تعداد احمدیت کی طرف کھچی چلی جا رہی ہے اور یقیناً یہ صورت حال عیسائیت کے لئے ایک چیلنج ہے۔ تاہم یہ فیصلہ ابھی باقی ہے۔ کہ آئندہ افریقہ میں ہلال کا غلبہ ہوگا یا صلیب کا۔"

ہیگ کے ایک کثیر الاشاعت اخبار نے 20۔ ستمبر 1958ء کی اشاعت میں لکھا۔ کہ "اس میں کوئی شک نہیں کہ گذشتہ گیارہ بارہ سال کے عرصہ میں یورپ نے بہت بڑی تعداد میں "دین حق" کو عملاً قبول نہیں کیا مگر یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ اس عرصہ میں جماعت احمدیہ کی کوششوں سے ایک بھاری تعداد (دین حق) سے ہمدردی رکھنے والوں کی پیدا ہو گئی ہے جو کہ بہت ہی خوشگوار اور امید افزاء ہے۔"

اسی طرح ہالینڈ کے مختلف شہروں کی پانچ اخباروں نے زیر عنوان "ہلال یورپ کے افق پر" سوالیہ نشان دے کر لکھا کہ:۔

"یورپ کا نوجوان طبقہ عیسائیت سے کچھ بیزار ہو رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ کسی بھی دوسری چیز کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف (دین حق) یورپ میں اتحاد کا علم لئے ہوئے ہے اور یہ نوجوان ادھر مائل ہو رہے ہیں۔ اس بہاؤ کو روکنے کے لئے اور اس (دعوت) کے اثرات کو تھامنے کے لئے جس کا سب سے طاقتور انجن جماعت احمدیہ ہے ہمیں ان کی راہ میں ایک مضبوط ستون بنانا ہے"

اللہ اکبر! آج سے سو سال پہلے حضرت بانی جماعت احمدیہ کی کہی ہوئی بات پوری ہو رہی ہے کہ "وہ وقت دور نہیں کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔"

احباب کرام! یہ سب کچھ تحریک جدید کے ذریعہ ہوا ہے۔ آپ کے چندوں اور واقفین کی کوششوں سے ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ہے۔ کہاں دشمن کی یہ بڑ کہ ہندوستان سے جماعت کو جڑ سے اکھاڑ دیں گے۔ اور کہاں یہ وقت کہ جماعت ڈیڑھ صد سے زیادہ ممالک میں پہنچ چکی ہے اور ہم بڑے فخر سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ دنیائے احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی سکیم کے مطابق ہوا ہے۔ سچ ہے

جس بات کو کہے کہ کروں گا اسے ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

☼☼☼☼☼

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمود مجیب اصغر صاحب

پشاور کی سیر

پشاور صوبہ سرحد کا دارالحکومت اور وسطی ایشیا کے ممالک اور برصغیر کے درمیان ہمیشہ ایک اہم موڑ رہا ہے اگر اسے شمال مغرب سے آنے والے حملہ آوروں اور تاجروں اور صوفیا اور دیگر قبائل کا Gateway کہا جائے تو غیر درست نہیں ہو گا۔

قدیم مذاہب کی کتابوں میں بھی اس کا تذکرہ ملتا ہے اور اسے کئی ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔ وادی پشاور یہاں کے پہاڑوں اور دریاؤں کے کناروں پر اس وقت بھی آباد تھی جب قدیم زمانہ میں آریہ اقوام شمال کے راستہ سے برصغیر میں داخل ہوئیں۔ پشاور اصل میں پشاپور' پشکا پور' پسکا پوروس وغیرہ کے ناموں کی تبدیل شدہ شکل ہے۔ بعض اسے "پیش آور" یعنی برصغیر کی طرف جاتے ہوئے سب سے پہلی آبادی شمار کرتے ہیں اور اسی سے یہ "پشاور" بن گیا۔ اس علاقے کی قدیم زبان "ہندکو" قرار دی جاتی ہے۔ زمانہ قدیم میں گندھارا کا علاقہ اٹک سے کابل تک شمار ہوتا تھا جس کا مرکز پشاور تھا۔ غرضیکہ یہ بہت تاریخی اور قدیم شہر ہے پشاور ان قدیم شہروں میں سے ہے جو تھوڑے بہت تغیر و تبدل کے بعد آج بھی اسی طرح آباد ہیں جس طرح صدیوں پہلے آباد تھے۔ پشاور ایک وادی کی شکل میں چاروں طرف سے پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے اور قدیم شہر کے اردگرد بھی حفاظتی فصیل اور اس میں دروازے بعض اب تک موجود ہیں ماضی میں یہ شہرپناہ تقریباً ساڑھے پانچ ہزار مربع گز پر مشتمل تھی اس میں 17 دروازے تھے۔ فصیل 10 فٹ اٹھ کر اور مخروطی شکل میں تقریباً 28 فٹ اوپر جا کر اس کی چوڑائی 4 فٹ رہ جاتی تھی۔ فصیل کے بعض دروازوں کے نام یہ ہیں۔

کابلی دروازہ

یہ دروازہ شہر کے مغرب کی سمت میں ہے اور افغانستان کے دارالحکومت کابل کی طرف آنے جانے والے رستے کے حوالے سے کابلی دروازہ کہلاتا ہے۔ اس کے اندر شہر کا مشہور و پرانا بازار "قصہ خوانی بازار" واقع ہے۔

آسامائی دروازہ

یہ دروازہ کابلی دروازہ سے شمال کی طرف فصیل سے کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ اس دروازہ کے سامنے قلعہ بالاحصار اور لیڈی ریڈنگ ہسپتال موجود ہے یہ دروازہ آسامائی مندر سے منسوب ہے۔ آسامائی شیو مہاراج کی نیک و پاک بیوی تھی جس کی یاد میں آسامائی مندر بنایا گیا اور مندر سے ملحق دروازہ اسی نام سے منسوب کیا جانے لگا۔

کچہری دروازہ

آسامائی دروازہ سے آگے فصیل کے ساتھ مشرق کی طرف مڑنے پر کچہری دروازہ آتا ہے جسے سکھوں کے عہد حکومت میں "ٹکسالی دروازہ" کہا جاتا تھا۔

ریتی دروازہ

یہ کچہری دروازہ سے کچھ آگے تھا یہاں باڑہ دریا زیر زمین گزرتا تھا اور ریت جمع ہو جانے کی وجہ سے ریتی دروازہ مشہور ہو گیا۔

نوا دروازہ (رام پورہ گیٹ)

یہ دروازہ پشاور کی قدیم فصیل کے مستند دروازوں میں سے نہیں تھا بلکہ ہندو سکھ آبادی کی گزرگاہ کے لئے بنایا گیا تھا۔

ہشت نگری دروازہ

زمانہ قدیم میں یہ مقام آٹھ شہروں کو جاتا تھا اس لئے اسے ہشت نگری دروازہ کہا جاتا ہے (ان آٹھ شہروں میں چارسدہ' مردان' سوات' شب قدر وغیرہ شامل تھے)

لاہوری دروازہ

ہشت نگری دروازے کے بعد فصیل میں تقریباً 5 کلومیٹر پر واقع لاہوری دروازہ ہے۔ لاہور جانے کے لئے کبھی یہی واحد راستہ تھا۔

گنج دروازہ

بدھ راجہ کنش کا دربار اسی جگہ لگتا تھا گنج دروازہ کے اندر ایک تاریخی مقام گورگٹھڑی ہے۔ خزانے اس راستے سے شہر میں آتے تھے اس لئے گنج دروازہ کہلایا۔

یکہ توت دروازہ

اس دروازے کے اندر بعض بزرگ ہستیاں دفن ہیں جو کہ یکتا اور توت (یعنی بے نیاز پاکباز اور بڑے لوگ) ہیں۔

کوہاٹی دروازہ

یہ راستہ شہر سے نکلتے ہی کوہاٹ کی طرف جاتا ہے اس دروازے کے اندر نہایت ہی وسیع چوک ہے جسے کوہاٹی چوک کہتے ہیں۔ کوہاٹ' بنوں' ڈیرہ اسماعیل خان' خوشاب کے راستے پنجاب کی طرف یہ دروازہ رہنمائی کرتا تھا۔

سرکی دروازہ

پشاور کا مشرقی دروازہ۔ صبح کی پہلی کرن اس دروازہ پر پڑتی ہے۔ اہل پشاور مشرق و مغرب شمال و جنوب کا تعین اس دروازے سے کرتے تھے۔

سرد چاہ (ٹھنڈی کھوئی) دروازہ

اس علاقے میں ایک تاریخی کنواں (کھوہ) واقع ہے۔ یہ کنواں بدھ عہد کا ہے۔ اس کنویں کا پانی بہت ٹھنڈا تھا یہ کنواں اب بند ہے۔

بارزقاں دروازہ

آٹے کی چکی یہاں واقع تھی ہندکو میں آٹے کو رزق کہتے ہیں اسی حوالے سے یہاں رہنے والوں کو رزق والے کہتے تھے اور اسی نسبت سے اس کا نام بارزقاں دروازہ پڑ گیا۔

رامداس دروازہ

سکھوں کے عہد میں رامداس اس علاقے کا نمبردار گزرا ہے اسی کے نام پر یہ دروازہ ہے۔ اس دروازے سے کچھ فاصلے پر قدیم پناہ گاہ کا وہ تاریخی دروازہ ہے جس کی دہلیز پر کھڑے ہو کر حاکم پشاور (نواب ناصر خان) نے ایرانی حملہ آور بادشاہ نادر شاہ کو شہر کی چابی پیش کی تھی۔

ڈبگری دروازہ

ڈب چمڑے کے بنے ہوئے مٹکے کو کہتے ہیں جس کا دہانہ نہایت چھوٹا ہو اور سیال اشیاء (تیل گھی وغیرہ) پرانے زمانے میں ڈال کر اسے اونٹوں یا خچروں یا گدھوں پر دور دراز لے جایا کرتے تھے اس دروازے کے آس پاس ڈب گر رہتے تھے اس لئے اس دروازے کا نام ڈبگری دروازہ پڑ گیا۔ اس مقام کا نام اب تک ڈبگری ہی مشہور ہے مثلاً ڈبگری بازار وغیرہ۔

باجوڑی دروازہ

یہاں سے باجوڑ ایجنسی کی طرف رستہ نکلتا ہے دراصل دیر' چترال' باجوڑ وغیرہ کے تاجر اسی علاقے میں پہنچ کر اپنا لایا ہوا مال اسی جگہ بیچتے تھے اور نیا مال خریدتے تھے اسے دو دروازے بھی کہتے تھے۔

تعلیمی ادارے

کہتے ہیں پندرہ سو قبل مسیح میں ویدوں کو اسی علاقہ گندھارا میں ضبط تحریر میں لایا گیا تھا۔ یہیں سے وید کے عالم (بھکشو) تیار ہو کر پرچار کے لئے جاتے تھے۔ بھکشو بدھوں کے علماء اور مبلغین کو کہا جاتا ہے ان کے لئے یہاں قدیم زمانہ میں نالندہ یونیورسٹی یا تعلیمی ادارہ ہوا کرتا تھا۔

انگریزوں کے زمانہ میں ہر مذہب کے پیروکاروں نے یہاں سکول بنائے مسلمانوں نے اسلامیہ کالج' عیسائیوں نے مشن ہائی سکول اور ایڈورڈ کالج وغیرہ بنائے ہندوؤں نے نیشنل سکول' سناتن دھرم ہائی سکول' سکھوں نے خالصہ ہائی سکول۔

بدھوں کی نالندہ یونیورسٹی کے ہی مقام پر صاحبزادہ عبدالقیوم خان نے اسلامیہ کالج بنوایا۔ صاحبزادہ عبدالقیوم خان کو سرحد کا سرسید بھی کہا جاتا ہے۔

قیام پاکستان کے وقت پشاور میں تقریباً دس ہائی سکول اور پچاس پرائمری سکول اور تین کالج تھے۔ قیام پاکستان کے بعد بے شمار سکول کالج اور یونیورسٹیاں معرض وجود میں آئیں۔

آثار قدیمہ

پنج پیر آثار قدیمہ میں پنج تیرتھ (ہندوؤں کا متبرک مقام پانچ تالاب جو کوروں پانڈوؤں کی جنگ جس کا ذکر مہابھارت کتاب میں ہے کا یادگار مقام تھا یہاں پانچ پانڈو بھائیوں نے پانچ خوبصورت رہائش گاہیں اور پانچ تالاب بنوائے۔ ہندو قدیم زمانہ میں ان متبرک تالابوں میں غسل کرتے تھے) یہ علاقہ گورنمنٹ ہائی سکول نمبر2 چاچا یونس پارک سے ریلوے لائن تک شمار ہوتا ہے۔

شاہ جی دیاں ڈھیریاں گنج دروازے سے چار کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ تیرہ منزل کی یہ عمارت تھی جس کی بلندی تقریباً سو فٹ تھی۔ یہاں گوتم بدھ کی راکھ کا سولھواں حصہ بھی محفوظ کیا گیا تھا۔ بعض محققین کی رائے ہے کہ "شاہ" کا لفظ اسلام سے پہلے بھی اچھا نسب رکھنے والوں کے لئے استعمال ہوتا تھا بعد میں شاہ کا لفظ اسی علاقے میں زیادہ تر سیدوں (سادات) کے لئے استعمال ہونے لگا۔ یہاں ایک بزرگ کی قبر تھی اسی لئے بھی ان کھنڈرات کو شاہ دیاں ڈھیریاں کہتے ہیں

مندر آسامائی (اس کی باقیات اب بھی موجود ہیں اس مندر میں ہندوؤں کا جیٹھ کا بڑا میلہ لگتا تھا) انگریزوں کے عہد میں ایک نیک دل خاتون نے اس مندر کے سامنے لیڈی ریڈنگ ہسپتال بنوایا تھا جو یہاں قدیم مندر کی تعریف سن کر آئی تھی۔ اس مندر پر جو کتبہ تھا وہ کالے پتھر پر کندہ تھا۔ اس لیڈی ریڈنگ نے اسے انگلستان بھجوا دیا۔ کہتے ہیں یہ مندر شیو جی مہاراج کی بیوی نے تعمیر کروایا تھا۔

سرائے جہاں بیگم

(مغل شہنشاہ جہانگیر کی بیوی) نے ہر مذہب و

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلت کے مسافروں کے لئے تعمیر کروائی تھی گور گٹھڑی کہلاتی ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کسی زمانے میں گورکھ ناتھ ہندو پنڈت نے یہاں آکر ڈیرہ جمایا تھا اور یہ شخص طبعی و روحانی معالج ہوا کرتا تھا گورکھ ناتھ کی ہٹی سے بگڑ کر اس کا نام گور گٹھڑی پڑ گیا۔

مندر گورکھ ناتھ

سرائے جہاں بیگم (گور گٹھڑی) کے مقام پر ہندوؤں کا ان کے عروج کے زمانے کا مندر "مندر گورکھ ناتھ" کے نام سے موسوم ہے جس کے برج پر گورکھ ناتھ بیٹھا کرتا تھا یہ ایک سادھو تھا جو سرائے جہاں بیگم میں ٹھہرا تھا اور اپنے زمانے کا بہترین سنیاسی حکیم تھا اور لوگوں کا علاج معالجہ کرتا تھا اسی کے نام پر ہندوؤں نے یہ مندر تعمیر کیا کہتے ہیں قیام پاکستان تک یہ مندر موجود تھا اور ہندوؤں کی بہت متبرک جگہ تھی۔

برج روشنائی

پشاور کے محلہ کوٹلہ محسنی خان میں برج روشنائی کے نام سے دو برج ہیں ایک مغل دور کا ہے دوسرا قدیم آریائی دور کا ہے۔ دوسرا برج تحریک روشنائی کے بانی بایزید انصاری عرف پیر روشن کے نام سے منسوب ہے۔

مقبرہ پری چہرہ

یہ مقام سرکلر روڈ پر کوہاٹی دروازہ کے اندرونی طرف دائیں جانب ہے۔ پری چہرہ ایران کے شہنشاہ نادر شاہ کی غالباً بیوی تھی جو دہلی پر حملے کے دوران یہاں بیمار ہو گئی اور مر گئی۔

مقبرہ بی بی جان
المعروف ہیجودی قبر

یہ تیمور شاہ کی کنیز تھی اور امور سلطنت میں مشیر کا کام کرتی تھی اسے حاسدوں نے یا ملکہ نے زہر کا پیالہ پلا کر مروا دیا تیمور نے اس کا مقبرہ بنوایا جسے طنزاً ہندریا (ہندکو میں ہیجو کی قبر) کہا گیا۔

مندر کالی ماتی

یہ صدر بازار کے کالی باڑی بازار میں ہے۔ یہ مندر ہندوؤں کی یادگار ہے۔

دربار مشن ہائی سکول

سکھوں کے عہد کا یہ مشہور و معروف دربار کوہاٹی دروازے کے اندر پری چہرہ کے مقبرہ کے سامنے تھا جسے انگریزوں کے عہد میں مشنری سکول میں تبدیل کر دیا گیا جسے ایڈورڈ ہائی سکول بھی کہتے ہیں۔

وزیر باغ

جب پشاور افغانستان کا سرمائی صدر مقام تھا اس وقت کسی وزیر نے اسے بنوایا تھا۔ یہاں قدیم اور دیو قامت درخت ہوتے تھے جو اب ویران ہو کر رہ گیا ہے اور مقبروں کی زینت جو اس باغ سے تھی اور خوبصورت تالاب بہترین تفریح گاہ چڑیا گھر سب غائب ہو کر باغ بس سکڑ کر صرف معمولی نشان رہ گیا ہے۔

پشاور کے قابل دید جدید
مقامات

1۔ اسلامیہ کالج پشاور
2۔ اسلامیہ کلب بلڈنگ
3۔ قلعہ بالاحصار
4۔ مسجد مہابت خان (جو مغلیہ عہد میں تعمیر ہوئی)
5۔ جناح پارک (کننگھم پارک)
6۔ پشاور گھنٹہ گھر (کننگھم کلاک ٹاور)
7۔ چوک یادگار ایڈورڈ ہشتم اپنے ولی عہدی کے زمانہ میں پشاور آئے تھے اور یہاں ان کا دربار لگا تھا)
8۔ میونسپل کارپوریشن
9۔ چاچا یونس پارک (پہلے قدیم آثار پنج تیرتھ کا حصہ تھا)
10۔ قیوم اسٹیڈیم
11۔ ارباب نیاز سٹیڈیم
12۔ عیدہ گاہ
13۔ آرمی سٹیڈیم
14۔ حیات آباد۔ اضافی آبادی جس میں دو پارک قابل دید ہیں۔

قصہ خوانی بازار

قدیم و جدید دور میں اس کی اہمیت ہے قدیم زمانے میں یہ مقام قصہ گوئی کے لئے مشہور تھا لوگ اپنے شہر اور اردگرد کی لوک کہانیاں اور قصے یہاں آکر بیان کرتے تھے اور سنا کرتے تھے۔ دیس دیس کے لوگ یہاں آتے جاتے تھے اس کے علاوہ پرانے بازاروں میں بازار مسگراں (یعنی تانبے کے برتنوں کے کاریگروں کا بازار) بازار جتہ دوزاں (خام چمڑے سے نام نکلا ہے اب اسے کوچی بازار کہتے ہیں) ریتی بازار' بازار کلاں' بازار ڈبگری' بازار دالگراں' بازار بٹیر بازاں' بازار پھوڑ گران' بازار تسبیح گراں' بازار زرگراں' بازار کریم پورہ' موچی لڑا' کڑا ریشم گراں وغیرہ۔ باڑا' صدر' خیبر روڈ' یونیورسٹی ٹاؤن' حیات آباد وغیرہ جدید علاقوں میں اب بڑی بڑی جدید مارکیٹیں بن گئی ہیں لیکن قدیم بازاروں میں اب بھی خوب ہجوم اور کاروبار ہوتا ہے۔

صوبہ سرحد میں احمدیت

پشاور کا مضمون نامکمل رہے گا اگر صوبہ سرحد میں احمدیت کے آغاز کا نہایت مختصر ذکر نہ کیا جائے حضرت قاضی محمد یوسف صاحب جو حضرت مسیح موعود کے رفیق اور پہلے صوبائی امیر صوبہ سرحد تھے نے اپنی کتاب تاریخ احمدیہ صوبہ سرحد میں نہایت اہم کوائف درج فرمائے ہیں انہوں نے حضرت مرزا محمد اسماعیل قندھاری کو اس علاقے کا پہلا احمدی قرار دیا ہے جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے بارہ میں پیر صاحب کوٹھہ شریف (حضرت سید امیرؒ) سے سن رکھا تھا اس سلسلہ میں حضرت قاضی محمد یوسف صاحب کی کتاب کا ایک اقتباس اس طرح ہے آپ (حضرت میرزا محمد اسماعیل صاحب قندھاری ناقل) کی ولادت کا زمانہ قریباً 1813ء ہوتا ہے.... آپ بہ تلاش روزگار قندھار سے نکل کر براہ چمن' پشین' کوئٹہ' سبی' شکار پور سندھ آئے یہاں کپتان راورٹی (جو بمبئی کی تیسری رجمنٹ کے افسر تھے) کے پشتو اور فارسی کے استاد اور منشی مقرر ہوئے۔ کپتان راورٹی کے ساتھ بمبئی' حیدر آباد دکن اور بعض مقامات ہندوستان کی سیر کی اور لاہور سے ہوتے ہوئے پشاور پہنچے...... پشاور پہنچ کر آپ نے کوچہ گل بادشاہ شہر پشاور میں سکونت پسند کی..... حضرت مرزا صاحب نے پادری ہیوز اور پادری لیونٹال پادری جیوک کی درخواست پر توریت اور صحف انبیاء اور اناجیل اربعہ کا پشتو ترجمہ کیا.... انگریزوں نے جب صوبہ سرحد میں مدارس اور تعلیم کی بنیاد رکھی تو حضرت میرزا صاحب کو ضلع ہزارہ اور ضلع پشاور میں مدارس قائم کرنے کے واسطے چیف محرر (Inspector of Schools) مقرر کیا اس طرح آپ کی شرفائے سرحد و خوانین سے کافی واقفیت پیدا ہوئی...... بزمانہ چیف محرری آپ نے حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ ساکن کوٹھہ تحصیل صوابی ضلع مردان اور جناب اخوند عبدالغفور صاحب سوات سے بھی دوستانہ اور قریب کا تعلق پیدا کیا۔

آپ کا فرمانا تھا کہ حضرت سید امیرؒ ایک عالم اور خدا رسیدہ شخص تھے..... ایک دن سید امیر بغرض نماز تجدید وضو فرما رہے تھے۔ آپ پر کشفی کیفیت طاری ہوئی اور افسوس سے کہا کہ ہمارا وقت گزر گیا ہے۔ اس شخص نے جو آپ کو پانی دے رہا تھا کہا کہ آپ کی عمر تو ابھی اس قدر نہیں آپ کے ساتھی عمدہ صحت رکھتے ہیں آپ کا وقت کس طرح گزر گیا ہے؟ حضرت سید امیرؒ نے کہا کہ تم نے میرا مطلب نہیں سمجھا۔ جس شخص نے دنیا کی اصلاح کے واسطے پیدا ہونا تھا وہ پیدا ہو گیا ہے یعنی امام مہدی آخر الزمان۔ اور اب ہمارا وقت ختم ہو چکا ہے اس شخص نے پوچھا کہ امام مہدی کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں اور کچھ نہیں کہتا مگر صرف اس قدر کہ اس کی زبان پنجابی ہے اور میرے بعض لوگ اس کو آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

جب حضرت مسیح موعود نے قادیان سے ظہور فرمایا تو حضرت میرزا صاحب نے یہ شہادت حضرت مولوی سرور شاہ صاحب کو 1901ء کے قریب لکھوا دی تھی جو حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ 1902ء میں اور شہادتوں کے ساتھ درج کر دی تھی اور شائع ہو چکی تھی۔

حضرت میرزا صاحب نے خود خاکسار سے فرمایا کہ ایک دن براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد قریباً 1887ء میں صبح تہجد پڑھ کر اپنے مکان محلہ گل بادشاہ میں اپنے مخصوص کمرہ میں مراقبہ بیٹھا تھا کہ میں نے دیکھا میرے کمرے کی چھت جانب شرقی دیوار سے اوپر اٹھ گئی ہے اور تیز روشنی میرے کمرے میں داخل ہوئی اس کے بعد جب روشنی قدرے مدھم ہوئی تو میں نے ایک بزرگ کو سرو قد اپنے سامنے کھڑا دیکھا۔ میں نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا اور باادب دوزانو ہو کر سامنے بیٹھا اور پھر کشفی حالت بدل گئی ایک عرصہ دراز کے بعد جب حضرت مسیح موعود کی تصویر پشاور آئی اور میں نے دیکھی تو میں نے شناخت کیا کہ وہ یہی حضرت مسیح موعود تھے جن کو میں نے کشف میں دیکھا تھا حضرت میرزا صاحب نے ایک عرصہ دراز تک یہی سمجھا کہ میرا مصافحہ کرنا ان سے بیعت کے مترادف ہے..... فرماتے تھے کہ جب دسمبر 1888ء میں حضرت مسیح موعود قادیان سے لدھیانہ تشریف لائے اور آپ نے اپنی آمد کا اعلان کیا تو میں نے حضرت مولانا غلام حسن (جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے خسر بنے۔ ناقل) سے ذکر کیا کہ لدھیانہ جا کر حضرت صاحب کی ملاقات کر آؤ اور میری تحریک سے حضرت مولانا (غلام حسن صاحب ۔ ناقل) لدھیانہ تشریف لے گئے اور حضرت صاحب سے مل آئے۔ انہی ایام میں حضرت صاحب نے بیعت لینے کا اعلان بھی کیا...."

(تاریخ احمدیہ صوبہ سرحد مولفہ حضرت قاضی محمد یوسف فاروقی احمدی ص 8'15)

اس طرح پشاور میں احمدیت کا آغاز ہوا۔

راکٹ سازی

راکٹ سازی کا آغاز بیسویں صدی کے شروع میں ہوا اور اس میں کچھ پیش رفت جنگ عظیم دوم کے دوران ہوئی۔

1957ء میں روس نے راکٹ کے ذریعے پہلا مصنوعی سیارہ خلائی راکٹ Sputnik-1 چھوڑ کر خلائی دور کا آغاز کیا۔ چاند کی طرف جانے والا پہلا راکٹ بھی روس کا تھا۔ تاہم چاند کی سطح پر اترنے والے پہلے دو انسان امریکی تھے۔ جو جولائی 1969ء کو چاند پر اترے اور چہل قدمی کی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل میگزین

ترتیب و تحریر: فخر الحق شمس

قادیان کی زیارت

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

قادیان میں آنا دو موقعوں پر بڑا ضروری ہوتا ہے۔ ایک جلسہ کے موقع پر۔ وہ خاص برکات کے نزول کا اور وعظ و نصیحت اور دوستوں سے ملنے کا موقع ہوتا ہے۔ اور ایک کسی ایسے موقع پر جب لوگوں کا زیادہ ہجوم نہ ہو۔ تاکہ ذاتی تعارف پیدا ہو سکے۔ ہجوم کے دنوں میں اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ ہر شخص سے الگ الگ ملاقات کی جائے یا اس کی طرف خاص توجہ کی جائے۔ پس دونوں ہی موقعوں پر آپ کو ایک دفعہ آنا چاہئے۔ ایک دفعہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ اکثر لوگ ایک دفعہ آکر پھر آتے ہی رہتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل 13۔اکتوبر 1998ء)

حضرت مسیح موعود کے قلم کا کرشمہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے فرماتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا یہ روحانیت سے معمور کلام جو آج سے پچپن سال پہلے کہا گیا۔ آفتاب عالمتاب کی طرح افق مشرق سے بلند ہو کر مغرب کے مرغزاروں میں بزبان حال گونج رہا ہے کہ ۔

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگاہ زندہ وار

یہی حال احمدیت کا ہے اور جماعت کو برا بھلا کہتے ہوئے بلکہ ہر قسم کے فتوے لگاتے ہوئے بھی دنیا جماعت احمدیہ کے خیالات اور نظریات کو مسلسل اپناتی چلی جاتی ہے۔ یہ سب حضرت مسیح موعود کے قلم کا کرشمہ ہے جس کے پیچھے خدا کی عظیم الشان نصرت اور روح القدس کی زبردست تائید کام کر رہی ہے۔

(روزنامہ الفضل 28۔اپریل 1998ء)

❄ ❄ ❄ ❄ ❄ ❄ ❄ ❄ ❄

جماعت کے علماء کا کام

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے فرماتے ہیں۔

مضمون کے انتخاب کے متعلق میرا یہ مشورہ ہے کہ صرف ان مضمونوں کو چنا جائے جو حکیمانہ طریق پر وقت کی کسی اہم ضرورت کو پورا کرنے والے ہوں۔ اور دنیا ان مضمونوں کیلئے پیاسی ہو اور اس تعلق میں یہ خیال روک نہیں بننا چاہئے کہ کسی مضمون پر کچھ عرصہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ کیونکہ زمانہ کے حالات بدلتے رہتے ہیں۔ کئی مضامین حضرت مسیح موعود کے زمانے میں لکھے گئے اور انہوں نے دنیا کی پیاس بجھائی مگر آج ان مسائل کے نئے نئے پہلو پیدا ہو چکے ہیں۔ اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ ان پر سوچنا اور ان کے متعلق قرآن کریم و حدیث اور حضرت مسیح موعود کے لٹریچر اور دیگر بنیادی لٹریچر سے اصولی روشنی حاصل کر کے زمانہ کے نئے مسائل کو حل کرنا یا پرانے مسائل کی نئی گتھیوں کو سلجھانا جماعت کے خادم دین علماء کا کام ہے۔

(روزنامہ الفضل 28۔اپریل 1998ء)

❄ ❄ ❄ ❄ ❄ ❄ ❄ ❄

تحدیث نعمت
راہ مولیٰ کے ایک اسیر کی سرگزشت

راہ مولیٰ کے ایک اسیر نے اپنے ایک خط میں ایک ناقابل فراموش واقعہ تحریر کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"ایک اور امر جو میرے پر اللہ تعالیٰ کے جاری احسان کی صورت میں ان دنوں ظاہر ہوا۔ اس کا ذکر کرنا میں نہایت ضروری سمجھتا ہوں۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ ہمیں یہاں آکر بالخصوص شروع شروع میں صرف ڈائجسٹ ہی میسر آسکے اور چونکہ فارغ اور بالکل ہی فارغ رہنا ہمارے لئے دوبھر تھا۔ اس لئے ہم سب ان رسالوں کو پڑھتے رہتے اور انکی کتابت جیسا کہ سب کو معلوم ہے بہت باریک ہوتی ہے چنانچہ ان رسالوں کے بکثرت مطالعہ کی وجہ سے میری آنکھیں کچھ کچھ درد کرنے لگیں۔ ان میں سے بہت زیادہ رطوبت آنے لگی اور بالخصوص بوقت مطالعہ پانی بہنے لگتا۔ جس کی وجہ سے مجھے خاصی پریشانی ہوئی۔ بعد میں گو دوسری کتب کے آجانے سے ان رسالوں کا مطالعہ کم ہو گیا مگر آنکھوں کی یہ خرابی جاری رہی ایک روز مغرب سے تھوڑی دیر پہلے کا واقعہ ہے کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ صاحب کی تصنیف لطیف "تحدیث نعمت" کا مطالعہ کر رہا تھا کہ آنکھوں کی مذکورہ بالا تکلیف بڑی شدت کے ساتھ ظاہر ہوئی اور میرے لئے کتاب پر نظر جمانا بھی مشکل ہو گیا۔ چونکہ اس کتاب میں متعدد مواقع پر متعدد واقعات مذکور ہیں کہ چوہدری صاحب کو کوئی مشکل پیش آئی تو چوہدری صاحب فوراً خدا کے حضور سربسجود ہو گئے۔ انہی واقعات کے زیر اثر میں نے بھی اس وقت بیٹھے بیٹھے سامنے گھٹنوں پر پڑی کتاب پر منہ گرا دیا اور اللہ میاں سے گویا ہوا کہ یا اللہ میری آنکھوں کو صحت دے اور طاقت دے کہ میں کثرت کے ساتھ اچھی اچھی کتابوں کا مطالعہ کر سکوں۔ یہ دعا میں تھوڑی دیر تک کرتا رہا پھر میں نے سر اٹھایا اور آنکھیں کھولیں تو آنکھوں میں پانی اور درد وغیرہ کا نام و نشان نہ تھا۔ میں نے تجربۃً کتاب کے الفاظ پر نظر ڈالی تو میں بغیر کسی کوفت کے باوجود شام کے وقت روشنی کم ہونے کے پڑھ سکتا تھا۔

اور لطف تو یہ ہے کہ اس کے بعد سے اب تک مجھے ایسی تکلیف نہیں ہوئی حالانکہ میں تفسیر کبیر کا مطالعہ کرنے کی توفیق پا رہا ہوں جس کی کتابت تحدیث نعمت سے کہیں زیادہ باریک ہے۔ قریباً قریباً ڈائجسٹوں کی کتابت کی طرح ہے۔

یہ امر میں نے بطور خاص "تحدیث نعمت" کیلئے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اثرات سے تازندگی مجھے مستفید کرتا رہے۔ آمین۔

(بحوالہ ماہنامہ انصار اللہ نومبر دسمبر 1985ء)

قلم دوات کاغذ اور لفافہ

کابل میں ایک بار ہمیں خط پوسٹ کرنا تھا۔ سارے شہر میں کاغذ اور لفافے اور ٹکٹ کی تلاش میں گھوم لئے لیکن جہاں نقشے میں ڈاک خانہ لکھا ہوتا وہاں سبزی کی دکان ملتی یا تنور ملتا۔ ڈنمارک کے ایک سیاح ہمارے ساتھ تھے۔ بے چارے بہت دن تصویری کارڈ اپنے ساتھ ساتھ لئے پھرتے رہے۔ ڈاک خانہ نہ ملا تو دستی ان کارڈوں کو گھر واپس لے گئے۔ جناب ظفر حسن ایبک نے اپنی آپ بیتی میں جلال آباد افغانستان کا ذکر کیا ہے کہ اتنے بڑے شہر میں اسٹیشنری یعنی قلم، دوات کی کوئی دکان نہ تھی۔ کاغذ البتہ قصاب کی دکان سے ملتا تھا۔ اعتراض کرنے والے یہ رمز نہیں سمجھتے کہ قلم دوات کاغذ آسانی سے مل جائے تو لوگ پڑھنے لگتے ہیں، شورش کرنے لگتے ہیں۔ افغانستان میں تھوڑی سی قلم دوات کی دکانیں کھلی تھیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ سر کو آگئے ہیں۔ نہ قلم دوات ہو نہ لوگ محضر لکھیں، نہ اخباروں کو مراسلے بھیجیں، نہ کالم نگاری کریں، یہاں بھی مرغ اور پروانے کا قصہ ہے لیکن بات کابل کی بیچ میں رہ جاتی ہے۔ کاغذ تو قصاب کی دکان سے ملتا ہے۔ گوشت کہاں سے ملتا ہے۔ ہمارے ایک مہربان نے جو ان دنوں کابل میں ہوتے تھے اور گدھے پالا کرتے تھے، جواب دیا کہ درزی کے ہاں۔

(ابن انشاء کے کالم "آپ سے کیا پردہ" سے انتخاب)

تعطیلات میں کرنے کے کام

ربوہ کے ایک دینی تعلیمی ادارے کے سربراہ نے موسم گرما کی تعطیلات ہونے پر طلبہ کو درج ذیل ہدایات دیں۔ تاکہ تعطیلات کے دوران طلبہ ان زریں ہدایات سے فائدہ اٹھائیں۔

۱۔ نماز باجماعت کا اہتمام کریں۔
۲۔ روزانہ تلاوت توجہ و تدبر سے کریں۔
۳۔ جمعہ باقاعدگی سے ادا کریں۔
۴۔ حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ بذریعہ ڈش ضرور سنیں۔
۵۔ روحانی خزائن حضرت مسیح موعود کی کم از کم ایک یا دو جلدیں تعطیلات کے دوران پڑھیں۔
۶۔ والدین سے خدمت لینے کی بجائے ان کی خدمت کریں۔
۷۔ ہر کام وقت پر سرانجام دیں۔
۸۔ خدمت دین، دعوت الی اللہ اور خدمت خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔
۹۔ حتی الامکان الفضل کا روزانہ مطالعہ کریں۔

❄ ❄ ❄ ❄

کمپیوٹر ڈکشنری

ابیکس۔ ایک چوکھٹے میں تاروں پر پروئے ہوئے موتیوں کی مدد سے حساب کرنا۔ قدیم تہذیبوں میں اسی سے کام لیا جاتا تھا۔ خصوصاً چین اور جاپان میں اس کا رواج تھا۔

اے ڈی پی (ADP)۔ آٹو میٹک ڈیٹا پروسیسنگ، الیکٹرونک اکاؤنٹنگ مشینوں اور الیکٹرونک ڈیٹا پروسیسنگ کا رابطہ کرنے کا نظام

ایڈریس۔ ایڈریس اس نمبر، لیبل یا نام کو کہتے ہیں جو کسی رجسٹر، بائیٹ لوکیشن یا یونٹ کی نشاندہی کرتا ہے جہاں انفارمیشن سٹور ہوتی ہیں۔

❄ ❄ ❄ ❄

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکی خبریں

قومی ذرائع ابلاغ سے

ربوہ: 7 جون۔ گزشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 29 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 37 درجے سنٹی گریڈ
جمعرات 8- جون۔ غروب آفتاب۔ 7-15
جمعہ 9- جون۔ طلوع فجر۔ 3-20
جمعہ 9- جون۔ طلوع آفتاب 5-00

امیروں کو ہر صورت ٹیکس دینا ہوگا

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ امیروں کو ہر صورت ٹیکس دینا ہوگا۔ انہوں نے بتایا کہ تاجروں سے مذاکرات کیلئے تیار ہیں۔ ملک میں صرف 12 لاکھ رجسٹرڈ ٹیکس دہندہ ہیں۔ بجٹ خسارہ کم نہ کیا گیا تو پاکستان افریقی ممالک سے بھی بدتر ہو جائے گا۔ انہوں نے لاہور میں پاکستان ایڈمنسٹریٹو سٹاف کالج سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے ٹیکس نہ دینے والوں کو نیٹ ورک میں لانے کا عزم کر رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مذاکرات پر تیار ہوں۔ ٹیکس فارموں کی تقسیم کی رفتار اطمینان بخش ہے۔ ملک بھر میں مہم تین چار ماہ میں مکمل ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ٹیکس وصولی کے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹے گی۔ تاجر محب وطن ہیں۔ ملک کے بہترین مفاد میں ٹیکس دیں۔

تاجر جنرل مشرف سے ملیں گے

11 روز کی ہڑتال کے بعد حکومت نے تاجروں کو بات کرنے کیلئے بلالیا ہے۔ اہم فیصلوں کا امکان ہے۔ تاجر جنرل مشرف سے ملاقات کریں گے۔ مذاکرات اسلام آباد میں ہونگے۔ تاجر چیف ایگزیکٹو کو انکم ٹیکس سروے اور جی ایس ٹی کے بارے میں اپنے خدشات بتائیں گے اور تجاویز دیں گے۔

بڑی مارکیٹیں بند چھوٹی کھل گئیں

تاجروں کی ہڑتال میں تیس فیصد دکانیں کھل گئیں۔ پرچون فروشوں نے ہول سیلرز کی بجائے فیکٹریوں سے مال خریدنا شروع کر دیا بڑی مارکیٹوں کی بعض دکانیں بھی کھلنا شروع ہو گئیں۔ ملتان میں سروے ٹیم پر حملہ ہوا۔ لاہور میں دہاڑی دار مزدوروں اور ریڑھی والوں نے ہڑتال کے خلاف مظاہرہ کیا۔ مال روڈ پر چند تاجروں نے حکومت کے خلاف نعرے بازی کی' پولیس کے آتے ہی مظاہرین منتشر ہو گئے۔ ملتان روڈ پر دکانیں کھلی رہیں۔ ملتان میں تاجر دکانیں کھول کر سروے ٹیموں کا انتظار کرتے رہے۔ گلشن مارکیٹ میں تاجروں نے سرکاری اہلکاروں کے کپڑے پھاڑ دیئے۔

پشاور میں دوسرے روز بھی مظاہرہ

پشاور میں دوسرے دن بھی تاجروں اور پولیس والوں کے

درمیان آنکھ مچولی ہوتی رہی۔ مظاہرین پر لاٹھی چارج اور آنسو گیس استعمال کی گئی۔

امام خمینی کسی پیغمبر سے کم نہ تھے

سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس نسیم حسن شاہ نے کہا ہے کہ امام خمینی کسی پیغمبر سے کم نہ تھے۔ خانہ فرہنگ ایران میں امام خمینی کی گیارھویں برسی کے موقعہ پر منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے سابق چیف جسٹس جذباتی ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے اپنی قوت ایمانی سے شہنشاہ ایران کو نیست و نابود کر دیا۔

حکومت ہمارے حوالے کی جائے

امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ نظریہ ضرورت کے تحت حکومت ہمارے حوالے کی جائے۔ لوگ بغاوت پر آمادہ ہیں۔ فوج کو مصیبت میں مت ڈالیں۔ پاکستان دنیا میں مذاق بن کر رہ گیا ہے۔

دو ارکان نیپ میں شامل

اے این پی کے دو معطل ارکان قومی و صوبائی اسمبلی نے اپنی پارٹی سے استعفیٰ دے کر اجمل خٹک کی قائم کردہ نیپ پاکستان میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔

تاجر زندہ جل مرا

لاہور کے بھٹہ چوک جنوبی چھاؤنی میں مسلسل ہڑتال اور مالی تنگی کا شکار ہونے والے چھوٹے تاجر نے خود کو مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگالی۔ 35 سالہ سلامت علی چار بچوں کا باپ اور فرنیچر کا کاروبار کرتا تھا۔

تاجر کے جنازے پر لاٹھی چارج

اسلام آباد کے تاجر عبدالرحمان بیگا کے جنازے پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔ یاد رہے کہ تاجر نے گزشتہ روز واپڈا کے دفتر میں خودکشی کر لی تھی۔ جونہی میت کو لحد میں اتارا گیا پولیس نے تاجر رہنماؤں کو قبرستان ہی میں اٹھا اٹھا کر گاڑیوں میں ڈالنا شروع کر دیا۔ بعد ازاں سوگواروں نے ان گرفتاریوں کے خلاف ایس ایس پی آفس پر مظاہرہ کیا۔ پولیس نے پھر لاٹھیاں برسائیں۔ تاجر کے ورثاء قتل کی ایف آئی آر درج کرانے کی کوشش کر رہے تھے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ یہ خودکشی ہے۔ تاجروں نے بیگا کے قتل کا مقدمہ درج کرنے کیلئے چوبیس گھنٹے کا الٹی میٹم دیا ہے۔ اسلام آباد کے تاجروں کی طرف سے چار دن کے سوگ اور مارکیٹیں بند رکھنے کا اعلان کیا گیا ہے۔

وزیر مذہبی امور کی قاضی حسین احمد سے ملاقات

وفاقی وزیر مذہبی امور عبدالمالک کاسی نے جماعت اسلامی کے ہیڈکوارٹر منصورہ میں امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد سے ڈیڑھ گھنٹہ طویل ملاقات کی۔ ڈاکٹر کاسی سے بعدازاں دینی جماعتوں کے احتساب کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ "ہر انسان کو اپنا احتساب خود کرنا چاہئے" قاضی حسین احمد نے بعدازاں بتایا کہ جنرل مشرف سے ملاقات کی باقاعدہ دعوت نہیں ملی۔

کراچی میں دہشت گردی کا منصوبہ

کراچی میں دہشت گردی کے منصوبے بنانے والے متحدہ کے 5- ارکان سمیت 7- افراد کو گرفتار کر لیا گیا ان کے قبضے سے متعدد پستول' ہینڈ گرینیڈ' دستی بم' راکٹ' راکٹ لانچر' ٹی ٹی' گولیوں کے راؤنڈ برآمد کر لئے گئے۔ ملزموں نے انکشاف کیا کہ یہ اسلحہ عید میلادالنبی کے موقع پر تخریب کاری کے مقاصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔

سندھ بلوچستان بس مالکان کی دھمکی

سندھ اور بلوچستان کے بس مالکان نے دھمکی دی ہے کہ اگر حکومت نے ان کے مطالبات نہ مانے تو 9-10- جون کو ہڑتال کر دی جائے گی۔ حکومت اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرے۔

زہریلے پانی سے مزید 4 ہلاک

بہاولپور کی اسلامی کالونی میں مضر صحت زہریلا پانی پینے سے مزید 4- افراد ہلاک ہو گئے۔ اس طرح مرنے والوں کی تعداد 12- ہو گئی۔ اسلام کالونی ویران ہو گئی۔ لوگ نقل مکانی کر گئے۔ بتایا گیا ہے کہ یہ اموات سیورج اور واٹر سپلائی کی پائپ لائنوں کا پانی مکس ہو جانے سے ہوئیں۔

میرا ذاتی فیصلہ

احتساب بیورو کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل نیب محمد امجد نے کہا ہے کہ پریس اور عدلیہ کو احتساب سے آزاد کرنا میرا ذاتی فیصلہ ہے۔

جنرل مشرف کا دورہ ایران

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف ایکو سربراہ کانفرنس میں شرکت کرنے کیلئے 9 سے 12 جون تک ایران کا دورہ کریں گے۔

گلوب ٹمبر کارپوریشن
عمارتی لکڑی کا بہترین مرکز۔ رچنا ٹاؤن جی ٹی روڈ فیروزوالا لاہور
فون آفس 041-7929338 رہائش 7730645

چاندی میں الیس اللہ' مولیٰ بس کی انگوٹھیوں کی زنانہ' مردانہ بہترین ورائٹی دستیاب ہے۔
فرحت علی جیولرز اینڈ زری ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ فون اینڈ فیکس 213158
پروپرائٹر: غلام سرور طاہر چوہدری اینڈ سنز

ٹیکس سروے اور اس سے متعلق قانونی مسائل پر بلا معاوضہ قانونی مشورے کے لئے
رابطہ فون نمبر: 7350104
وقت رات 8:00 بجے تا 11:00 بجے
اثمار لاء ایسوسی ایٹس 4- لنک فرید کورٹ روڈ نزد دفتر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن لاہور۔